

.....اپنے آپ کو پالیا!

سید ابوالحسن علی ندویؒ

احف بن قیس ایک بڑے عرب سردار تھے۔ مشہور تھا کہ: اگر احف کو غصہ آتا ہے تو ایک لاکھ تلواروں کو غصہ آجاتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تو انھوں نے نہیں کی، مگر آپ کی زیارت کرنے والوں کی زیارت کی اور ان کے ساتھ رہے۔ خاص طور پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بڑے معتقد اور مخلص تھے۔ ایک دن کسی قاری نے یہ آیت تلاوت کی:

لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ كَيْبًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠:٢١﴾ (الانبیاء ۱۰:۲۱)
ہم نے تمھاری طرف ایک کتاب نازل کی ہے جس میں تمھارا ہی تذکرہ موجود ہے۔
تم غور و فکر سے کام نہیں لیتے؟

عربی اُن کی زبان تھی، یسین کرچونک پڑے۔ گویا نئی بات سنی، کہنے لگے: ”ہمارا تذکرہ! ذرا قرآن تو لاؤ، دیکھوں میرا کیا تذکرہ ہے اور میں کن لوگوں کے ساتھ ہوں؟“ قرآن مجید دیکھا تو لوگوں کی صورتیں ان کے سامنے سے گزرنے لگیں۔

● ایک گروہ آیا جس کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

كَانُوا قَلِيلًا مِّنَ النَّبِيلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَإِلَّا تَخَارَهُمُ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿١٦﴾ وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ﴿١٧﴾ (الذاریات ۱۷: ۱۵-۱۹) وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے اور آخر شب میں استغفار کیا کرتے تھے اور ان کے مال میں سائل اور محروم کا حق تھا۔

● پھر کچھ ایسے لوگ آئے جن کا حال یہ تھا کہ:

تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣٢﴾ (السجدہ ۳۲: ۱۶) ان کے پہلو خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں۔

وہ لوگ اپنے رب کو امید سے اور خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔

● پھر کچھ ایسے کہ:

يَبْتَئِنُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ﴿٢٥﴾ (الفرقان ۶۴:۲۵) راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدے اور قیام میں لگے رہتے ہیں۔
● پھر ایک قافلہ گزر جس کی شان یہ تھی کہ:

يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالصَّرَّاءِ وَالْكُظَيْمِ وَالْعَافِيَنِ عَنِ النَّاسِ ط
وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿٣﴾ (العمز ۱۳۴:۳) خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور غصے کو ضبط کرنے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور اللہ ایسے نیکو کاروں کو محبوب رکھتا ہے۔

● ابھی نظر بھر کر ان کو دیکھ نہیں سکے تھے کہ کچھ ایسے جوان مرد سامنے آگئے جن کا عالم یہ تھا:
وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُؤْثِرْ شَيْئًا نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰلِحُونَ ﴿٩﴾ (الحشر ۵۹:۹) دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔ اگرچہ ان کو تنگی وفاق ہو اور (واقعی) جو اپنی طبیعت کے بغل سے محفوظ رکھا جائے وہ بڑا کامیاب ہے۔
● ابھی ہٹے ہی تھے کہ ایک دوسرا نمونہ سامنے آیا:

كَبِيرٍ إِلَٰثِمٍ وَالْفَوَاحِشِ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۖ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ۖ وَهِيََا زَرْقَتُهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٣٩﴾ (الشورى ۴۲:۳۸-۳۹) جو بڑے بڑے گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور جن لوگوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں اور ان کا کام آپس کے مشورے سے ہوتا ہے اور ہم نے جو کچھ دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔

حضرت اخف اپنے کو پہچانتے تھے۔ کہنے لگے: ”خدا یا! میں تو ان میں کہیں نظر نہیں آتا۔“

اب انھوں نے دوسرا سہ اختیار کیا۔ اس میں ان کو اور طرح طرح کے آدمی نظر آنے لگے۔

• ایک بھیڑی، جس کا حال یہ تھا:

إِذَا قِيلَ لَهُمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۖ وَيَقُولُونَ إِنَّا لَنَارِكُوا إِلَهَتِنَا
لِشَاعِرٍ قَهْجُونٍ ۖ (الصُّفَّت ۳۷-۳۶) جب ان سے کہا جاتا کہ خدا کے سوا
کوئی معبود نہیں تو تکبر کیا کرتے اور کہتے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی
وجہ سے چھوڑ دیں گے؟

• اور آگے بڑھے تو کچھ ایسے لوگ ملے کہ:

وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ
الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۖ (الزمر ۳۹-۴۵) جب اکیلے اللہ کا ذکر
کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں، اور جب اس
کے سوا دوسروں کا ذکر ہوتا ہے تو یکا یک وہ خوشی سے کھل اُٹھتے ہیں۔

• کچھ ایسے بدقسمت بھی کہ جب ان سے کہا گیا: مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۖ (المدثر

۷۴:۴۲) ”تم کو دوزخ میں کس بات نے داخل کیا؟“ تو وہ جواب دیں گے:

قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِيِّينَ ۖ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمِ الْمِسْكِينَ ۖ وَكُنَّا نَخْوضُ مَعَ
الطَّاغِيَتِينَ ۖ وَكُنَّا نَكْذِبُ بَيِّنَاتٍ ۖ حَتَّىٰ آتَيْنَا الْيَقِينَ ۖ (المدثر ۷۴:۴۳)
۴۳-۴۴) ہم نہ تو نماز پڑھا کرتے تھے اور نہ غریب کو کھانا کھلایا کرتے تھے اور ہم
باتیں بنانے والوں کے ساتھ خود بھی مشغول ہو جاتے تھے اور ہم آخرت کا انکار کرتے
تھے، یہاں تک کہ ہم کو موت آگئی۔

حضرت احف یہ صورتیں دیکھ کر گھبرا گئے۔ کہنے لگے کہ خدایا! ایسے لوگوں سے تیری پناہ!

میں ان سے بے زار ہوں، اور مجھے ان سے کوئی تعلق نہیں۔

وہ اپنے متعلق نہ تو دھوکے میں تھے اور نہ ایسے بدگمان کہ اپنے کو مشرکوں اور باغیوں میں

سمجھ لیں۔ وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی دولت دی ہے اور ان کا مقام بہت بلند نہ

سہی مگر ان کی جگہ مسلمانوں ہی میں ہے۔ ان کو ایسی صورت کی تلاش تھی جس کو وہ اپنی کہہ سکیں۔

ان کو اپنے ایمان کا یقین بھی تھا اور اپنی کوتاہیوں اور کمزوریوں کا علم بھی۔ اور اللہ کی رحمت اور